آوازۂ حق
از
منظومات شبیر حسن خان جوش ملیح آبادی
در مطبع اصح المطابع لکھنؤ بطبع شد
باہتمام ... مالک مطبع

رونا نہیں اس کا کہ وہ سامان نہ رہا

گھر کی ہوا تاراج کہ ایمان نہ رہا

ہے اصل میں اس بات کا رونا اے جوش

ہم میں جیسے کہ مسلمان نہ رہا

آوازِ حق

یعنی

معرکۂ تسلیم و رضا کے سب سے زبردست اور عدیم المثال

ہیرو

اور جنگ حق و باطل کے سب سے بڑے ساونت

حسینؑ ابن علیؑ

کے خونِ ناحق، اور صبر و استقلال کا ایک عظیم الشان

مُرقّع

اور سلطنتِ پنجتنی کے آخری جلیل القدر شاہزادے کی

اخلاق و روحانی تعلیم کا ایک نہایت درخشان

آئینہ

حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

صدیون آج سے پیشتر عرب کی سرزمین فسق و فجور سے بھر گئی تھی، ہر ذرہ معصیت کا دل، اور ملک کا ہر گوشہ ناانصافیون کا مرکز ہو رہا تھا،

خلافت کے پاک تخت پر باطل کی روح (یزید) کا تسلط تھا اور خود پرستی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چھائی ہوئی تھی،

اُسی زمانہ مین آخری رسول کی گود کا پالا سچائی کا ایک پوتا (امام حسین علیہ السلام) بھی مدینے کی مقدس چار دیواری کے اندر رہتا تھا، وہ سراسر حق تھا، وہ امام تھا، اور اسلام کا شاہزادہ تھا وہ حق پرست اور دلیر تھا اُسکا نانا پیغمبر، باپ ساقی کوثر، اور اُسکی ماں فردوس کی ملکہ تھی"

یزید فاسق تھا، سراسر جہل اور سراپا باطل تھا، اور فسق و فجور اسکو ورثہ مین ملا تھا، وہ بادہ پرست تھا اور حکومت کا دلدادہ اصول فطرت کے موافق دونون قوتین آپس مین ٹکرا گئین، جنگ ہوئی اور زمین نے اپنی عادت کے موافق خون چوسا نتیجہ کیا ہوا؟ حق کو فتح ہوئی اور باطل ہمیشہ کے لیے کچل دیا گیا،

یزید پر اس وقت تک لعنت برستی ہے اور عرب کے اس شہید اعظم کی یادگار مین اب تک ہر سال پھریرے کھول دیے جاتے ہین اور حسینؑ کی حق پرستی کی صدائین عرش سے فرش تک گونج اٹھتی ہین اور ہر عاشورہ کو دھڑکتے ہوئے دل عرش برین کو ہلا دیتے ہین۔

اور اس سے اے برادران ملک تم سبق حاصل کر سکتے ہو باطل خواہ کتنی ہی قوت سے رونما کیون نہو پھر باطل ہے اور اگر تم حق پرست ہو تو اس خود فراموش شاعر کی بات یاد رکھنا کہ آخر کار ایک دن فتح کا تاج تمھارے ہی سرون پر چمک کر رہے گا،

فقیر جوش ملیح آبادی لکھنؤ

۱

کیونکر نہ کرون شکر خدائے دو جہان کا
بخشا ہے مرے دل کو مزا سوزِ نہان کا
یکسان ہے مسرت کا محل ہو کہ فغان کا
ہونا ہے جہنم بھی تو لطف آئے جنان کا

ہوتی ہے خوشی صحّت و آزار سے مجھکو
خلعت یہ ملا ہے تری سرکار سے مجھکو

۲

سینے مین چھپائے ہوں جو انوار کسی کے
دل مین نہین آتے ہین خیالات دوئی کے
رونے کے ہون اسباب کہ سامان ہنسی کے
جو چیز ہے ڈھل جاتی ہے سانچے مین خوشی کے

لیلاے شب تار ہے، یا حورِ سحر ہے
جس حال مین ہون حُسنِ دو عالم مرے پیش نظر ہے

اغیار کی فوجین ہون، کہ احباب کی محفل
گرمی کے بگولے ہون، کہ لیلیٰ کی ہو محمل
راہون کی صعوبت ہو کہ خوابِ سرِ منزل
ہوتا ہے ہر اک چیز سے بشّاش مرا دل

۳

صد شکر مرے دل پہ حقیقت یہ عیان ہے
ہر آئینہ مین دوست کی تصویر نہان ہے

ہر بات مین اک حُسن ہے ہر شے مین نفاست
بد شکل کوئی چیز نہین ، ہو جو بصارت
رونا بھی ہے اک راگ ، جو کامل ہے سماعت
ہر اشک کے ساغر سے اُبلتی ہے بشاشت

۴

آنکھین ہون اگر ، نار مین ہے نور کا جلوہ
ہر ذرّۂ ناچیز مین ہے طور کا جلوہ

۵

ہو رنگ کا انبار کہ برسات کا دریا
وہ جیٹھ کی ہو دھوپ، کہ بادل کا ہو پردا
وہ لُو کے تھپیڑے ہوں، کہ ہو لوچ صبا کا
وہ خالِ سیہ ہو کہ چمکتا ہوا تارا

اے حُسن کے صانع! ترے اسرار نہاں ہیں
ہر شے میں کم و بیش کچھ انوار نہاں ہیں

۶

شادی و اَلم، رنج و خوشی، مدح و مذمّت
آشفتگی و عیش و طرب، درد و مصیبت
آشوبِ جہاں، شامِ بلا، صبحِ مسرّت
سب ایک نظر آئیں، جو ہو روح میں قوّت

ہم دل کا اگر ساز ستاروں سے ملا دیں
گو تار بہت سے ہیں، مگر ایک صدا دیں

نالے مین ہے جو، نغمۂ بلبل مین نہین ہے
جو زلفِ پریشان مین ہے، سنبل مین نہین ہے

۷ اکثر جو ہے اجزا مین کشش، گُل مین نہین ہے
کانٹے مین بھی اک شان ہے جو گُل مین نہین ہے

درپردہ یہ سب ایک ہین ظاہر مین جدا ہین
سب اپنے مقامات پہ تصویرِ خدا ہین

پیشانیِ تشویش مین ہے جلوۂ تمکین
تلخی مین بھی پوشیدہ ہین کچھ جوہرِ شیرین

۸ ہر درد کی ایذا مین ہے اک پہلوِ تسکین
جو داغ ہے وہ دل کے لیے تاج ہے زرّین

یہ دل جو دھڑکتا ہے تو اک قسم کی گت ہے
ہر زہر مین سنتے ہین کہ تریاق کا ست ہے

۹

جن کی یہ تمنا ہے کہ دائم رہیں مسرور
ہیں فلسفۂ طرزِ تمدّن سے بہت دور
افرادِ خوشی، غم ہے۔ یہ فطرت کا ہے دستور
صدموں میں رُخِ راحت و آرام ہے مستور

ضو لطف کی ہے پردۂ آفات کے پیچھے
پنہاں ہے سپیدۂ سحر رات کے پیچھے

۱۰

دب جاتے ہیں غم سے جو خیالات ہیں اسفل
ہو جاتے ہیں انسان کے اخلاق مکمّل
غم نفس کا قاتل ہے، تو باطن کی ہے صیقل
مر جاتا ہے جب سانپ، نکل جاتے ہیں سب بل

جی کھول کے رونا ہے علاج آنکھ کے تل کا
ہر آہ سے کچھ زہر نکل جاتا ہے دل کا

تکلیف کو تفریح بنا لینے کی صنعت
حاصل ہے اُنھیں، جو ہیں پرستارِ حقیقت
آئینہ ہے اسرار کا ہر منظرِ قدرت
وہ چاند کی خنکی ہو کہ سورج کی حرارت ‏ ۱۱

مہمل ہیں یہ لفظیں "یہ بُرا ہے" وہ بھلا ہے"
جو کچھ ہے وہ صرف ایک تبسّم کی ضیا ہے

ہو دوست کے پہلو میں نشیمن تو مسرّت
مل جائے اگر راہ میں دشمن تو مسرّت
ہو زیرِ قدم سبزۂ گلشن تو مسرّت
کانٹوں میں اُلجھ جائے جو دامن تو مسرّت ‏ ۱۲

تدبیر اگر وصل کی ہو رقص کی جا ہے
اور ہجر کی شب ہو تو تڑپنے کا مزا ہے

۱۵

جو سعی میں سرگرم ہے دو اُس کے ہیں انجام
سرسبز ہو، یا شومیِ قسمت سے ہو ناکام
سرسبز اگر ہو، تو مسرّت کے چلیں جام
ناکام جو ہو تو بھی پیے بادۂ گُل فام

یہ دو وہ دوائیں ہیں جو یکسان ہیں اثر میں
جو پاس میں لذّت ہے، وہی فتح و ظفر میں

۱۶

اے دوست! بتاتا ہوں تجھے روح کے اَسرار
صدیوں سے اگرچہ ہے تیرا دلِ بیمار
آنکھیں تو اُٹھا، دیکھ ذرا حُسن کے انوار
یہ چاند، یہ سورج، یہ نباتات، یہ کہسار!

کیوں تیرے خیالات پریشان ہیں برادر
اک غم ہے، تو سو عیش کے سامان ہیں برادر

۱۷

غنچون کی حیا، گُل کی ہنسی، اوس کے گوہر
زرتارِ شفق، سرد ہوا، باغِ معطر
رنگین گھٹا، قوسِ قزح، مہرِ منوّر
نغمے یہ پرندون کے، پہاڑون کے یہ منظر

ہے کون سی خوبی جو مرے تو مین نہین ہے
کیا باغِ ارم صبح کے پرتو مین نہین ہے

۱۸

یہ غم ہے، وہ راحت ہے، یہ عقبیٰ ہے، یہ دنیا
ان تنگ خیالات کے سائے سے نکل آ
ہر فکر سے منھ پھیر کے ہر رنج کو ٹھکرا
اونچا ہو، بلندی پہ جھلک، برق کو چمکا!!

محفل مین تصوّف کی تجھے بار ملے گا
ہر سانس مین اک مصر کا بازار ملے گا

آئے گی ترے دل میں ضیائے رخِ جاناں
کانٹوں میں بھی تجھکو نظر آئیں گے گلستاں
۱۵ آنکھیں ترے تلووں سے ملیں گے جن و انسان
جنت سے ہوا دے گا تجھے حور کا داماں

غل حشر میں ہوگا کہ ہے یہ حیدرؑ کا شرابی
آتا ہے وہ مے خانۂ کوثر کا شرابی"

آزاد بھی ہو کشمکشِ سود و زیاں سے
ہاں دل کو بچا تیرگیِ آہ و فغاں سے
۲۰ لمحے جو گذرتے ہیں، پھر آئیں گے کہاں سے
باہر تو نکل وہم کے تاریک مکاں سے

پھیلی ہے جہاں میں رخِ جاناں کی تجلّی
وہ دیکھ! بلندی پہ ہے عرفاں کی تجلّی

۲۳

کیا خوب ہین اس انجمن خاص کے دستور
بے قدر ہے، جب تک کہ نہ ہو شیشۂ دل چور
آتا نہین کچھ عقل مین، ہوتے ہین وہ مذکور
دوزخ مین وہی شے ہے، جو چمکی تھی سرِ طور

ذرّہ مین جو ہے، مہر درخشان مین وہی ہے
جو کفر کے سینے مین ہے، ایمان مین وہی ہے

۲۴

اس بزم کے آداب ہین سرچشمۂ حکمت
آرام سے وحشت ہے، تو لذات سے نفرت
پھر جائے جو ہستی سے نظر، عینِ سعادت
دل تپ کے پھلے پھر رات سے دھڑکے تو عبادت

ہر دن جو گذرتا ہے یہان ایک صدی ہے
اس دائرے مین "موت" حیاتِ ابدی ہے

۲۵

صحت میں نہیں جب کی یہاں نقص وہ بیمار
کاموں میں جو دُنیا کے ہے مشغول وہ بیکار
آنے نہیں پاتے کبھی اس بزم میں زردار
زردار کے معنی ہیں کہ محتاج ہے نادار

دولت کی حقیقت کوئی سمجھی نہیں جاتی
مُنعم کی یہاں بات بھی پوچھی نہیں جاتی

۲۶

اس راہ میں جو یاد کرے دوست کو غافل
اس سے یہ نکلتا ہے ابھی دور ہے منزل
معشوق سے ہر وقت جنھیں قرب ہے حاصل
کس کو وہ کریں یاد؟ بتائے کوئی عاقل

دل آہ کبھی وصل میں بھرتا ہو تو کہہ دو
اپنے کو کوئی یاد جو کرتا ہو تو کہہ دو

٢٧

جس کی حقیقت سے ہے رشتہ "عبدہٗ و معبود"
اس نکتہ کو نہ سمجھ کے بنتا ہے "مردود"
سب ایک حقیقت میں ہیں، ساجد ہو کہ مسجود
ہے فرق بس اتنا "یہ ایاز اور وہ محمود"

یاں لفظ "انا الحق" میں انا باعث شر ہے
اس سے یہ چمکتا ہے خودی پیش نظر ہے

٢٨

ہر دل کو یہاں کام ہے تسلیم و رضا سے
ہر لب کو یہاں عہد ہے تسبیح خدا سے
کیا اس سے سروکار ہے بھوکے ہوں کہ پیاسے
پرہیز بڑا یہ ہے کہ نفرت ہو دوا سے

دعوت میں یہاں بھوک ہے خلعت میں کفن ہے
انعام یہاں سب سے بڑا دار و رسن ہے

۲۹

اِک روز ہوا شوق مِرے دل میں یہ پیدا
اس راہ سے گذرے ہیں جو نام آوروں کیتا
حالات بھی کچھ اُن کے میں دیکھوں کہ وہ تھے کیا
اس شوق میں تاریخ کے اوراق کو اُلٹا

فہرست میں اک نام تھا جو سب سے جلی تھا
مژدہ ہو کہ وہ نام حسینؑ ابن علیؑ تھا

۳۰

قربان ترے نام کے اے میرے بہادر!
تو جانِ سیاست تھا تو ایمانِ تدبّر
معلوم تھا باطل کے مٹانے کا تجھے گُر
کرتا ہے تری ذات پہ اسلام تفاخر

سوکھے ہوئے ہونٹوں پہ صداقت کا سبق تھا
تلوار کے نیچے بھی وہی نعرۂ حق تھا

۱۳

شعلے کو سیاہی سے ملایا نہین تو نے
سر کفر کی چوکھٹ پہ جھکایا نہین تو نے
وہ کون سا غم تھا جو اُٹھایا نہین تو نے
بیعت کے لیے ہاتھ بڑھایا نہین تو نے

دامانِ وفا، گھر کے شبیرون مین نہ چھوڑا
جو راستہ سیدھا تھا وہ تیرون مین نہ چھوڑا

۱۴

ہر چند کہ ایوب بھی اس فن مین تھے یکتا
یونس نے بھی اک حد تک اسے خوب نباہا
یعقوب نے بھی جذب تحمل کا دکھایا
پر سب سے رہا بڑھ کے محمد کا نواسا

حیرت مین پیمبر ہوے وہ کر کے دکھایا
مرتے نہین کس طرح، اسے مر کے دکھایا

۴۳

کرتا ہون رقم معرکہ اب کرب و بلا کا
طوفان تھا سیلاب تھا ارباب جفا کا
سینون میں تلاطم ہو دو ساماں تھا وغا کا
بشاش مگر دل تھا امام دوسرا کا
ماتھے پہ شکن تھی، نہ بدن غرق عرق تھا
رخ پر وہ صباحت تھی کہ سونے کا ورق تھا

۴۴

فرماتے تھے سب قتل ہوئے بھر کے بانی
قاسم کہ تھا سم خوردہ برادر کی نشانی
اور حسن میں اکبر تھا مرا یوسف ثانی
عباس تھا اسلام کی بھرپور جوانی!!
سینے میں خلش، لب پہ مرے آہ نہیں ہے
ہر چند اب ان میں کوئی ہمراہ نہیں ہے

۳۵

لشکر کی طرف دیکھ کے کہتے تھے یہ ہر بار
"یہ طبل و علم ہیچ، یہ انبوہ ہے بے کار
انجام پہ کر غور ذرا شمرِ بد اطوار
کس شے نے کیا ہے تجھے اس جور پہ تیار

فاسق کے لیے جنگ امام دو سرا سے!!
بندہ کہیں منہ پھیر کے چلتا ہے خدا سے!!!

۳۶

اے شمر! کوئی چیز ہے یہ فوج گنہگار
دنیا بھی اُمنڈ آئے تو پروا نہیں زنہار
مرعوب مجھے کر نہیں سکتے یہ سیہ کار
باطل سے بھی دبتے ہیں کہیں حق کے طرفدار

نازاں ہے کہ سردار ہوں میں فوج ستم کا
سررشتہ مرے ہاتھ میں ہے لوح و قلم کا!!

٣٧

اُس باپ کا بیٹا ہون جو تھا اشجع عالم
جس فرق پہ تھا سایہ فگن فتح کا پرچم
جس ذات سے اسلام کی بنیاد تھی مُحکم
تھا اصل مین جو قوّت پیغمبر اکرم

طفلی مین بھی سا ونت نے اژدر کو نہ چھوڑا
بے توڑے ہوے قلعۂ خیبر کو نہ چھوڑا

٣٨

جس روز مدینے کو سدھارے تھے پیمبر
اُس روز برادر کی جگہ پر تھا برادر
ہر چند کہ تیغون کی چمک تھی سر بستر
سوتا تھا بڑے لطف سے تانے ہوے چادر

دنیا مین کوئی ایسا جری ہو نہین سکتا
جس طرح وہ سوئے تھے، کوئی سو نہین سکتا

۳۹

یون سامنے آ کے اکڑنا نہین اچھا
ایمان سے اس طرح بگڑنا نہین اچھا
نادان! بُری بات پر اڑنا نہین اچھا
دنیا کے لیے دین سے لڑنا نہین اچھا

ناپاک نہ بن دولتِ ناپاک کے بدلے
اکسیر کو ٹھکراتا ہے کیون خاک کے بدلے!!

۴۰

ثروت جو زیادہ ہو تو ایمان نہین رہتا
انسان، یہ وہ شے ہے کہ انسان نہین رہتا
آسودگی روح کا سامان نہین رہتا
دل انجمن حُسن کے شایان نہین رہتا

دولت کو بہت لوگ یہ کہتے ہین خدا ہے
مین تو یہ سمجھتا ہون کہ زر ایک وبا ہے

۴۱

ہون خواہشین محدود تو ایذا نہین ہوتی
ارمان جو ہون کم، زر کی ہوس نہین ہوتی
قانع کو کسی چیز کی پروا نہین ہوتی
مومن پہ مسلّط کبھی دنیا نہین ہوتی

سلطان بھی جو ہو صاحب حاجت تو گدا ہے
جس کو کوئی حاجت ہی نہین ہے وہ خدا ہے

۴۲

اے بندۂ زر! چونک۔ مناسب نہین غفلت
معلوم نہین کیا تجھے دنیا کی حقیقت؟
کس نیند مین ہے؟ چھوڑ بھی باطل کی محبت
آ حق کی طرف۔ دیکھ۔ یہ حورین ہین یہ جنت!!

حورین ہون کہ فردوس، یہ ادنیٰ سا صلہ ہے
خود حق مین وہ لذت ہے جو ان سب سے سوا ہے

۴۳

دُنیا ہے دنی، ہیچ ہے دُنیا کا زر و مال
تذلیل کی بنیاد ہیں یہ حشمت و اجلال
ادبار کوئی چیز ہے دراصل نہ اقبال
وہ سر بھی کوئی سر ہے جو ہونے کو ہے پامال!

بیدار ہیں دل جن کے وہ دُنیا سے خفا ہیں
جو پھول کے طالب ہیں وہ کانٹوں سے جُدا ہیں

۴۴

تکلیف کے اسباب کو راحت نہیں کہتے
جو چند نفس ہو، اُسے لذّت نہیں کہتے
طوفانِ مصائب کو مسرت نہیں کہتے
جس شے کو فنا ہو اُسے نعمت نہیں کہتے

آرام کی خواہش نہ کرو قوتِ زر سے
لبریز کرو روح کو اللہ کے ڈر سے

۴۵
غدّار زمانے کی لگاوٹ سے خبردار
بیدار رہو، بیدار رہو، ہشیار رہو ہشیار
جھوٹی یہ امیدیں ہیں، پریشان ہیں افکار
کس نشے میں بدمست ہے دنیا کے طلبگار!

یہ شاخ ہے وہ، جو کبھی پھولی نہ پھلی ہے
دنیا تجھے نادان کدھر لے کے چلی ہے

۴۶
کھینچے لیے جاتا ہے کہاں تجھکو زمانہ
سننے کے سزاوار نہیں ہے یہ فسانہ
دولت ہی کوئی اصل میں شے ہے نہ خزانہ
دھوکا ہے یہ دھوکا ہے، بہانہ ہے بہانہ!

واللہ کہ تو حرص کے سانچے میں ڈھلا ہے
حق چھوڑ کے باطل کی پرستش کو چلا ہے

دنیا جسے کہتے ہین کثافت کا ہے انبار
خنزیر کی ہڈی سے بھی کچھ بڑھکے ہے مُردار
ناپاک ہے بد اصل ہے کمظرف ہے بدکار
مُردار شکم اس کا، تو نشیت اس کی ہے بیمار ۴۳

مبروص کے داغون سے عفونت مین سوا ہے
ذلّت کا یہ لقمہ ہے، سگون کی یہ غذا ہے

تو فخر سے کہتا ہے جسے عیش و تنعّم
وہ خواب کی جنت ہے، وہ فردوسِ توہّم
نالے ہی کی روداد ہین، نغمہ کہ ترنّم ۴۴
ہے مہر فغان روشنی ماہ تبسّم

تو جس کو سمجھتا ہے کہ فردوسِ برین ہے
دُھندلی سی مسرت کا وہ سایہ بھی نہین ہے

۴۹

جا گورِ غریبان پہ نظر ڈال بہ عبرت
کُھل جائے گی تجھ پر تری دنیا کی حقیقت
عبرت کے لیے ڈھونڈ کسی شاہ کی تربت
اور پوچھ کدھر ہے وہ تری شانِ حکومت؟

کل تجھ میں بھرا تھا جو غرور آج کہاں ہے
اے کاسۂ سر! بول ترا تاج کہاں ہے؟

۵۰

یہ کہہ کے جو مولا نے نظر کی سوئے کفار
تھا سر کو جھکائے ہوئے ہر ایک سیہ کار
ہر شخص کے چہرے پہ خجالت کے تھے آثار
یہ رنگ جو دیکھا تو کہا شیر نے بیدار!

ہشیار! مراتب کے طلبگار جوانو!
ہو جاؤ بس اب جنگ پہ تیار جوانو!!

تقریر مین کامل ہین بہت حضرتِ شبیر
ہو جاؤ گے گمراہ اگر ہو گئی تاثیر
کیا دیر ہے؟ میدان مین ڈھونڈو توڑ کے شمشیر
یہ زر ہے، یہ دولت ہے، یہ منصب ہے یہ جاگیر!

۵۱

ہو جاؤ گے بشّاش وہ انعام ملے گا
کہتا ہون کئی پشت تک آرام ملے گا

کفّار کو یہ شمر نے لالچ جو دلائی
دنیا نے بصد ناز جھلک اپنی دکھائی
جھنکار مین تیغون کی بڑے ناز سے آئی
سینون مین در آئی تو کلیجون مین سمائی

۵۲

سب بھول کے دنیا کی طرف ہو گئے ظالم
کروٹ ابھی بدلی تھی کہ پھر سو گئے ظالم

۵۳

دنیا کے تماشے سے ہوے اہلِ جفا کور
تلواریں کھنچیں میان سے، قرنا کا اُٹھا شور
گھوڑوں کو نچانے لگے میدان میں شہ زور
ڈھالیں جو اُٹھیں، رن میں گھٹا چھا گئی گھنگھور

سایہ کیا پر کھول کے ہیبت نے فضا پر
چوٹیں وہ تواتر سے پڑیں طبل و غا پر

۵۴

حضرت نے کہا "شکر ہے کامل ہوئی حجت
ہو جائے گی اب امتِ بیمار کو صحت
اے خالقِ کونین! یہ بندے پہ عنایت
بخشی ہے مجھے خدمتِ تکمیلِ نبوّت

ڈرتا ہوں خوشی کی کہیں تکمیل نہ ہو جائے
اشکوں میں لہو جسم کا تبدیل نہ ہو جائے

۵۵

ہر چند بظاہر یہ مصیبت کے ہین سامان
جب دیکھتا ہون غور سے، کچھ راز ہین پنہان
ظاہر مین جو کانٹے ہین وہ در پردہ گلستان
یہ گرد نہین، حضرت یوسف کا ہے دامان
ہاتھون پہ لیے تاج صداقت نکل آئی
جب چاک ہوا، عیش کی صورت نکل آئی"

۵۶

بس اتنے مین ناگاہ برسنے جو لگے تیر
خیمے کی طرف دیکھ کے چپ ہو گئے شبیرؑ
گھوڑے کو بڑھا کر یہ پکارے شہِ دلگیر
"مجبور ہون، اب کھینچتا ہون میان سے شمشیر
ہنگامِ وغا برق ہون طوفان ہون غضب ہون
ہشیار کہ مین روحِ شجاعانِ عرب ہون

۵۷

وہ سامنے آئے جسے مرنا ہو گوارا
بہتا نظر آئے گا یہاں خون کا دھارا
گھٹ جائیگا دم بھر میں ابھی زور تمہارا
رہتا ہے سدا حق کا بلندی پہ ستارا

جنگاہ میں باطل کے قدم گڑ نہیں سکتے
دیکھو کہ دیا نوجواں کہ تم لڑ نہیں سکتے

۵۸

جو سخت ہے جرأت کبھی اس دل میں نہیں ہے
حق، حق نہ رہے، زور یہ باطل میں نہیں ہے
سطوت کی صفت فرقۂ غافل میں نہیں ہے
ہمت کا نشاں، فطرت جاہل میں نہیں ہے

نامرد کبھی تاب جفا لا نہیں سکتا
کافر کبھی مومن پہ ظفر پا نہیں سکتا

۵۹

جس قلب مین ہے کفر، وہ دوزخ کا دھوان ہے
جس دل مین معارف ہین، وہ اک برقِ تپان ہے
باطل کا جو حامی ہے، وہ بے نام و نشان ہے
جو حق کا طرفدار ہے، اک شیرِ ژیان ہے

سچائی کے قدمون پہ سرِ فتح و ظفر ہے
جرأت بھی اُسی سمت ہے، ایمان جدھر ہے

۶۰

جو لوگ کہ ڈر جاتے ہین بادل کی صدا سے
کانپ اُٹھتے ہین بچون کی طرح ذکرِ وغا سے
جب ہوتی ہے مذہب کی کشش فضلِ خدا سے
لڑجاتے ہین، دبتے نہین اربابِ جفا سے

ہرگز نہ ڈرو کفر سے ایمان کا سبق ہے
اُن کی یہ شجاعت نہین یہ قوتِ حق ہے

۶۱

بزدل میں بھی جب قوتِ حق بھرتی ہے جرأت
اتنی بھی نہ حق کیا مجھے بخشے گا جلالت
دکھلا دوں میں تم کو کہ یہ ہوتی ہے شجاعت
حاصل ہے مجھے قوتِ حق زورِ امامت

یہ جنگ کا طوفان ہے کچھ سیر نہیں ہے
میدان سے ہٹ جاؤ کہ اب خیر نہیں ہے

۶۲

مولا کا مزاج اتنا جو برہم نظر آیا
لشکر پہ عجب خوف کا عالم نظر آیا
سامانِ جفا درہم و برہم نظر آیا
کی جس سر خیرہ پہ نظر خم نظر آیا

خاموش صفیں یاس کے عالم میں کھڑی تھیں
مُردہ تھیں نگاہیں کہ زمینوں میں گڑی تھیں

۶۳

لکھا ہے اُدھر تھا بنِ قطبہ کوئی سردار
مرحب سے بھی کچھ بڑھ کے شجاعت میں نمودار
بدمست کئی من کا سجے جسم پہ ہتھیار
نعرہ تھا کہ خالی نہیں جاتا ہے مرا وار
دو سو تھے زرہ پوش ستمگار کے پیچھے
جس طرح کہ بل کھاتی ہے دُم مار کے پیچھے

۶۴

آیا عجب انداز سے میدان میں ستمگر
ڈوبا ہوا فولاد کے سامان میں سراسر
کف مُنہ میں، لہو جوش میں، غصّے سے جبین تر
ہتھیاروں کی آواز، تو وہ زین کی چرمر
دل میں تھا غضب، نشۂ پندار تھا سر میں
اک تیغ تو تھی ہاتھ میں اور ایک کمر میں

۶۵

اس طرح جو آیا وہ قریب شہ ابرار
مولا نے کہا "نار جہنم" کے طلبگار!
اب دیر مناسب نہیں، ہاں وار بس اب وار
جوہر جو دکھانا ہوں تو بڑھ تول کے "تلوار"!!

ہم وہ ہیں کہ دشمن پہ بھی شدت نہیں کرتے
جو حق کے پرستار ہیں سبقت نہیں کرتے

۶۶

یہ سن کے بڑھا تول کے نیزہ جو وہ گمراہ
رستم کی صدا آئی کہ "العظمۃ للہ"
نیزے کو ابھی اس نے گھمایا تھا کہ ناگاہ
ترچھی ہوئی اس شان سے شمشیر ید اللہ

کم بخت کے نیزے کے لیے ضرب فنا تھی
اس حسن سے کاٹا تھا کہ ہر پور جدا تھی

۶۷

غصے مین کمان لے کے بڑھا تب وہ ستمگار
بے رحم نے چلے سے ملایا لبِ سوفار
شبیر نے یہ دیکھ کے چمکایا جو رہوار
نیزے پہ اُڑا لائے کمان سید ابرار

ظالم نے کمان دیکھی جو نیزے کی انی پر
اک تیر سا گویا کہ لگا قلب شقی پر

۶۸

شرمایا تو نامرد بڑھا تول کے تلوار
تا دیر شہ دین پہ تواتر سے کیئے وار
بھینسے کی طرح ہانپ رہا تھا وہ بد اطوار
حضرت نے کہا "اب مری باری ہے خبردار"

اتنی تو خبر تھی کہ چلی فرقِ لعین پر
دیکھا تو اُتر آئی تھی مرکب سے زمین پر

۶۹

خون پونچھ کے حضرت نے کیا نعرۂ تکبیر
تلوار سے ہنس کر یہ کہا واہ ری شمشیر
چلتی ہے تو کرتی نہین دم بھر کی بھی تاخیر
کس حسن سے تو کھینچتی ہے موت کی تصویر

تو موت کا سیلاب ہے تو برقِ فنا ہے
پیغام اجل کا ترے دامن کی ہوا ہے

۷۰

مارا گیا اس طرح جو لشکر کا نمودار
چہرون سے اُڑے رنگ وہ گھبرا گئے کفار
حضرت نے ڈپٹ کر یہ کہا فوجِ بداطوار
بڑھتا نہین تم مین سے کوئی کھینچ کے تلوار!

سردار کے مرنے کا تمھین درد نہین ہے
کیا اتنے جوانون مین کوئی مرد نہین ہے

۷۱

یہ فوج کا انبوہ، یہ مین یکہ و تنہا
مارا ہوا صدمون کا کئی روز کا پیاسا
یہ کیا ہے کہ لاکھون کو نہین جنگ کا یارا؟
تُف اے سپہ شام! شجاعت وہ ہوئی کیا؟

تم لرزہ بر اندام ہو عزت گئی سب کی
تکلیف مین روحین ہین شجاعانِ عرب کی

۷۲

یہ سُن کے بھی جب کوئی نہ میدان مین آیا
خود اُن کی طرف آپ نے گھوڑے کو بڑھایا
تلوار چمکنے لگی، گرنے لگے اعدا
دو ہو گیا کوئی، کوئی تڑپا، کوئی بھاگا

آنکھون مین چکاچوند تھی حیران تھے ستمگر
آپس مین مگر دست و گریبان تھے ستمگر

۳۔

جس سمت جھپٹتا تھا وہ شیر صفِ جنگاہ
گر گر کے فنا ہوتے تھے گھوڑوں سے وہ روباہ
کفار میں تھا شور کہ العظمۃُ لِلہ
آتی بھی ہیں شیروں کے مقابل کہیں روباہ

ترتیب صفوں میں تھی، نہ وہ شان پرّوں کی
برسات کا طوفان تھا بارش تھی سروں کی

۴۔

کیا جوہرِ شمشیر تھا، کیا زورِ شجاعت
نزدیک کوئی آئے، نہ پڑتی تھی یہ ہمت
تابندہ خط و خال میں تھی برقِ امامت
حیدرؑ کی جو سطوت تھی تو حمزہؑ کی جلالت

شمشیر نہ تھی، فوج پہ بجلی کی چمک تھی
یا ابرِ سیہ تاب میں کوندے کی لپک تھی

جس سر پہ چلی پیکرِ بے جان نظر آیا
جس سمت گئی، خون کا طوفان نظر آیا
۷۵ اونچی جو ہوئی، برق کا دامان نظر آیا
نیچی جو ہوئی، قبر کا سامان نظر آیا

تلوار تھی یا ساز، کہ نغمہ تھا غم اُس کا
تھا مرکزِ آوازِ فنا زیر و بم اُس کا

مصروف ابھی جنگ میں تھے حضرتِ شبیرؑ
آواز اِک آئی کہ "بس اب روک لے شمشیر
۷۶ لازم ہے کچھ امّت کی شفاعت کی بھی تدبیر
پی جامِ شہادت کہ بڑھے عزّت و توقیر

طوفان سے بچا حق کو لہو اپنا بہا دے
اُمّت کو بہا دے، تو اب مر کے جلا دے

۷۷

جھنکار سے میدانِ وغا گونج رہا تھا
ناگاہ پے صبر و رضا حکم جو پہونچا
یوں میان میں چلتی ہوئی تلوار کو رکھا
غُل جن و ملائک میں اُٹھا صلِّ علیٰ کا

ایمان کی ڈوبی ہوئی نبضیں اُبھر آئیں
خدمت کے لیے چرخ سے حوریں اُتر آئیں

۷۸

ذرّوں پہ جو سجدے میں جھکے حضرت شبیرؑ
چلنے لگے ہر سمت سے تیغ و تبر و تیر
بے کس پہ چمکنے لگی شمشیر پہ شمشیر
سر پیٹ کے کہنے لگی یہ زینب دلگیر

چھوٹوں گی نہ اس غم میں کبھی نوحہ گری سے
آندھی کا تصادم ہے چراغ سحری سے

۷۹

ہے ہے کوئی عباس دلاور کو پکارو
بابا یہ بُرا وقت ہے اکبر کو پکارو
اکبر نہین ملتے ہین تو اصغر کو پکارو
بیٹے پہ چھری چلتی ہے حیدر کو پکارو

زہرا کی دُہائی ہے پیمبر کی دُہائی
پھٹتا ہے جگر خالقِ اکبر کی دُہائی

۸۰

حضرت نے جو زینب کی سُنی گریہ وزاری
چُپ ہو گئے وہ قلب پہ حالت ہوئی طاری
تلوارین لگانے لگے بڑھ بڑھ کے جو ناری
مولا نے کہا شکر ہے اے ایزدِ باری

کٹتا ہے گلا بھائی کا ہمشیر کے آگے
تدبیر سر خاک ہے تقدیر کے آگے

۸۱

تڑپے جو کئی بار زمیں پر شہِ والا
سمجھے یہ ملائک کہ قیامت ہوئی برپا
خیمے کو بڑی یاس سے مظلوم نے دیکھا
اتنے میں کسی سمت سے اک تیر وہ آیا

پامالِ صفِ لشکرِ غم ہو گئے مولا
دل میں وہ اُٹھا درد کہ خم ہو گئے مولا

۸۲

رُک رُک کے جو تلوار چلی خشک گلے پر
زہرا کی صدا آئی کہ "آہستہ ستمگر"
حیدر نے بڑے پیار سے زانو پہ لیا سر
گردوں کی طرف دیکھ کے بولے یہ پیمبر

شکوہ نہیں نکلا مرے پیاسے کے لبوں سے
نکلی ہے مری روح نواسے کے بدن سے

۸۳

ناشاد تری بے کسی و یاس کے قربان
نازک یہ ترا جسم، یہ تپتا ہوا میدان
ٹکڑے یہ بدن کے، یہ ردا خون میں غلطان
ذرّوں پہ ہیں قرآن کے اوراق پریشان

بے کس ترے اکبر کی جوانی کے تصدق
مظلوم! تری تشنہ دہانی کے تصدق

۸۴

تو، اور سرِ خاک، مرے گیسوؤں والے
یہ دل یہ بلائیں، یہ زبان اور یہ چھالے
اس پیاس میں گردن پہ چھری جسم پہ بھالے
افسوس ہے اے فاطمہ کے ناز کے پالے!!

عبرت کا وہ منظر ہے کہ خود ظلم خجل ہے
یہ لاش نہیں خاک پر اسلام کا دل ہے

۸۵

یہ شام کا ہنگام، یہ اندوہ، یہ میدان
یہ ہو کا سماں، اور یہ سنسان بیابان
رانڈوں میں تلاطم ہے، اُدھی کے ہیں سامان
سوتے ہیں پڑے شام سے خیمے کے نگہبان

غم اتنے ہیں، اور ایک بھی غم خوار نہیں ہے
جز ذاتِ خدا، کوئی مددگار نہیں ہے

۸۶

سیدانیوں کے بیچ میں ہیں عابدِ مضطر
مُنہ دیکھتی ہے سب کا سکینہ ہے وہ ششدر
ہاتھوں سے جگر تھام کے کہتے ہیں پیمبر
بیٹیا! یہ ستمگر کی انی اور ترا سر!!

آثار ابھی تک مری الفت کے عیاں ہیں
اس حلق پہ اب تک مرے بوسوں کے نشاں ہیں

۴۷

مصروف پیمبر تھے ابھی آہ و بکا مین
آہستہ سے جنبش سی ہوئی موج ہوا مین
آواز اک آئی " نہ تڑپ دشتِ بلا مین
سر رکھا ہے شبیر کا حورون کی ردا مین

اس خون کو ہر خون سے ممتاز کیا ہے
ہم نے ترے بچے کو سرافراز کیا ہے "

۴۸

اے جوش یہ اب تک ہے اُسی خون کی تاثیر
ہوتی ہے بالاعلان بڑی شان سے تکبیر
اب بھی جنھین ملتی ہے رہِ عشق مین تعذیر
صد شکر کہ خوش ہو کے پہن لیتے ہین زنجیر

ڈرتے ہی نہین دیکھ کے جلاد کی صورت
زندان مین چلے جاتے ہین سجاد کی صورت

۴۹

اک کھیل ہے اُن کے لیے شاہون کی جلالت
سینون مین ہے ایمان زبانون پہ صداقت
کوشش ہے کہ آزاد ہون پابندِ مشیت
سر جائے تو جائے، نہ گرے تاج خلافت

تقدیر سے جس قلب مین ایمان کی بُو ہے
پنجاب کے ناکردہ گناہون کا لہو ہے

۵۰

بیدرد کی حسرت کو نکلتے نہین دیکھا
کاغذ کی کبھی ناؤ کو چلتے نہین دیکھا
ظالم کو کبھی پھولتے پھلتے نہین دیکھا
ٹھوکر ہے یہ وہ جس سے سنبھلتے نہین دیکھا

وہ تخت ہے کس قبر مین وہ تاج کہان ہے
اے خاک بتا، زور یزید آج کہان ہے

احساس نہین جس مین وہ تاریک ہے سینہ
دوزخ مین اُترتا ہے سدا ظلم کا زینہ
پستی کے علامات ہین، انصاف سے کینہ
جو حق سے لڑا، ڈوب گیا اُس کا سفینہ

۹۱

ہان تیرہ رو باطل کو اُبھرتے نہین دیکھا
جب زلف یہ بگڑی تو سنورتے نہین دیکھا

اے قوم! وہی پھر ہے تباہی کا زمانہ
اسلام ہے پھر تیرِ حوادث کا نشانہ
کیون چُپ ہے؟ اُسی شان سے پھر چھیڑ دو نہ ترانہ
تاریخ مین رہ جائے گا مردون کا فسانہ

۹۲

مٹتے ہوئے اسلام کا پھر نام جلی ہو
لازم ہے کہ ہر فرد حُسینؑ ابن علیؑ ہو